خیر القرون میں تفسیری ادب کا تعارف (تیسری صدی ہجری تک)

Introduction to Commentary Literature in Khair-ul-Qūrūn (Until the third century)

مقالہ نگار: **مختیار**

پی ایچ۔ڈی سکالر، شعبہ اسلامک تھیالوجی، اسلامیہ کالج، پشاور
mukhtiarmphil@gmail.com

معاون مقالہ نگار: **ڈاکٹر محمد ریاض خان الازہری**

ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اسلامک تھیالوجی، اسلامیہ کالج، پشاور
drriaz@icp.edu.pk

Absract

The practical example of Qurʿānic exegesis in the Prophet's time was presented by the Prophet himself. The Prophet (S.A.W) used to explain the Qurʿānic verses to his Companions. He (S.A.W) used to interpret the Qurʿānic verses in accordance with the circumstances and events of the revelation. Since this was the initial stage of commentary, the Prophet (S.A.W) used to give common sense examples for the teachings of the Companions.The process of compiling Tafsīr literature had started in the time of Prophethood but the era of Tab'eein and later Tab'eein, Art of Tafsīr had reached the towers of its development. They provided the commentary of the Prophet (S.A.W) in book form and provided the basis for the commentators to come. In the time of Prophethood, the Companions used to take guidance directly from the Prophet (S.A.W) on the interpretation of a verse. Most of the time he stayed with the Messenger of Allah.

Keywords: Introduction, Literature, Commentary, ompanioins, Interpretaion.

تمہید:

صحابہ کرامؓ رسول اللہ ﷺ کے شاگرد تھے انہوں نے نقل حدیث کی طرح تفسیری روایات اور طرز تفسیر بھی آپ ﷺ سے سیکھا۔ صحابہ کرامؓ میں دس صحابہ کرامؓ فن تفسیر کے زیادہ ماہر تھے۔ جن میں خلفاء اربعہ ، حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ اور ان حضرات کے بعد عبداللہ بن مسعودؓ، ابن عباسؓ، ابی بن کعبؓ، زید بن ثابتؓ، ابو موسیٰ اشعریؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ شامل تھے۔ خلفاء راشدین میں حضرت علیؓ کی تفسیری روایات زیادہ ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ حضرت علیؓ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ زیادہ زمانہ رہے ہیں۔ یعنی حضرت علیؓ کو رسول اللہ ﷺ سے

کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی حصول کا خاصہ موقع ملا۔آپؓ کے علاوہ تینوں خلفاء راشدین کی تفسیری روایات کم ہیں۔الغرض یہ وہ مفسرین صحابہ کرامؓ تھے جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کے حلقہ درس سے شناسائی حاصل کرکے قرآنِ کریم کی تشریح وتوضیح کی بنیاد رکھ کر بعد میں آنے والے مفسرین کے لئے آساس فراہم کیا۔[1] ذیل میں عہدِ خیر القرون میں مدون تفاسیر اوران کی تفسیری خدمات کاتذکرہ لیاجاتاہے:

1: تفسیر مجاہدؒ امام مجاہد بن جبیر المکی القرشی (م۔102ھ)

مجاہد بن جبر رحمۃاللہ علیہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے تلمیذ رشید، بہترین مفسّر اور جلیل القدر تابعی تھے۔آپؒ 21ھ کو مکہ میں پیداہوئے۔اربابِ تاریخ نے والد کانام جبر اور جبیر کاتذکرہ کیاہے۔المزی نے بھی جبر اور جبیر کی صراحت کی ہے اور پھر فرمایاہے کہ والد کانام جبر ہے۔جس طرح کتب تاریخ میں والد کے نام میں اختلاف رائے پایاجاتاہے۔اسی طرح آپؒ کے آقا کے نام میں بھی مؤرخین کااختلاف ہے[2]۔ابن سعدؒ نے فرمایاہے کہ آپؒ کی کنیت ابوالحجاج تھی جوکہ قیس بن السائب مخزومی کا غلام تھا۔ابن ابی حاتمؒ نے تین نام دیئے ہیں مجاہد بن جبر، عبداللہ بن السائب القاری،السائب بن السائب المخزومی اور قیس بن الحارث کے غلام تھے۔تاریخی اوراق سے یہ شواہد ملتے ہیں کہ مجاہد بن جبرؒ غلام ہونے کے باوجود اپنے زمانے کے عظیم مفسّر اور حصول علم کے دلدادہ تھے۔آپؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے علوم نبوت کواپنے سینے میں محفوظ کیا تھا۔حصولِ علم کے مشتاق تھے جیسے کہ لیثؒ کا قول ہے:"کان عطاء وطاوؤس ومجاهد لا يتختمون"[3]یعنی عطاء،طاوؤس اور مجاہد کی علم کی پیاس ختم نہیں ہوتی۔علم کے حصول کے لئے آپؒ ہر وقت تیار رہتے اور جہاں کہیں بھی علم کی روشنی پاتے تو حصول کئے بغیر نہیں چھوڑتے۔مجاہد بن جبر مکہ مکرّمہ میں بحالتِ سجدہ اس دارِ فانی سے رخصت ہوئے۔سن وفات میں اختلاف ہے۔ابن قتیبہ نے 103ھ اور عمر83 سال لکھاہے۔ابن سعدؒ نے مختلف اقوال کے تحت سن وفات 102ھ،103ھ اور104ھ کاتذکرہ کیاہے[4]

مجاہد بن جبرؒ اپنے صحابہ کرامؓ کے بعد اوّلین مفسّرین میں سے تھے۔آپؒ فقیہ ایک متبحر عالم اور بہت زیادہ احادیث کے راوی تھے۔یہ بات عیاں ہے کہ آپؒ نے قرآن کے علوم حضرت ابن عباسؓ کے علاوہ ابی بن کعبؓ اور خلیفہ چہارم حضرت علیؓ سے حاصل کئے۔مجاہد نے صحابہ کرام اور تابعین عظام میں بہت زیادہ لوگوں سے روایت کیاہے جس میں سیدنا علی، عبادلہ اربعہ (عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عمرو بن العاص) سعد بن ابی وقاص، عائشہ، جویریہ بنت حارث، ام ہانی، عطیہ القرظی، ابوہریرہ، ابو سعید خدری، رافع بن خدیج، عبدالرحمن بن ابی لیلی، عبداللہ بن السائب المخزومی، عبدالرحمن بن صفوان بن قدامہ، ابو معمر عبداللہ بن سخبرۃ، عمرو بن الاسود اور قائدالسائب رضی اللہ عنہم وغیرہ شامل ہیں[5] آپ ابن عباس کی طرح علمی شان اور فقہی مقام میں امتیازی حیثیت کے مالک تھے۔امام نووی،ابن حجر نے مجاہد بن جبر

رحمۃ اللہ علیہم کو فقہ، حدیث اور تفسیر کا امام کا لقب دیا ہے۔[6]

مجاہد بن جبرؒ کی طرف جو تفسیر منسوب ہے وہ ابن ابی نجیح، ابن جریج اور لیث سے مروی ہے۔[7] تفسیر مجاہد خطی نسخوں میں موجود ہے۔ اس کے بعض نسخوں اور بخاری و تفسیر طبری میں مجاہدؒ کی تفسیری آراء سے یہ حقیقت اجاگر ہوتی ہے کہ نہ تو مذکورہ تفسیر لغوی ہے اور نہ بالرائے بلکہ یہ تفسیر بالماثور کے نہج پر لکھی گئی ہے۔ تفسیر مجاہد، امام مجاہد بن جبرؒ کی تفسیری روایات ہیں۔ تفسیر مجاہد قرآن کریم کی جملہ آیات کی تفسیر نہیں بلکہ چیدہ چیدہ آیات پر مشتمل تفسیر ہے۔ تفسیر مجاہدؒ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مجاہدؒ نے قرآن کریم کی تفسیر کے ضمن میں جو اقوال و تراکیب ابن عباسؓ یا دوسرے صحابہ کرامؓ سے حاصل کئے وہی اپنے تلامذہ کو آگے پہنچائے۔ مراد یہ کہ مجاہدؒ نے جہاں کہیں لغوی یا معنٰی مرادی کا استعمال کیا تو وہ بھی ابن عباسؓ یا دوسرے صحابی کے حوالے سے فرمایا۔ الغرض تفسیر مجاہد ابن عباسؓ اور دوسرے صحابہ کرامؓ کی تفسیری آراء پر مشتمل تفسیر ہے۔

2: تفسیر حسن البصریؒ (م۔110ھ)

حضرت حسن بصریؒ کا نام حسن بن ابی الحسن البصری اور والد کا نام یسار تھا جو کہ انصار کے غلام تھے۔ حسن بصریؒ وادی القریٰ میں پیدا ہوئے۔ ماں کا نام خیرہ تھا جو کہ ام سلمہؓ زوجہ رسول اللہ ﷺ کی کنیز تھیں۔ مشہور ہے کہ جب آپؒ کی والدہ کسی کام کی غرض سے باہر جاتیں تو آپؒ رونے لگتے چنانچہ حضرت ام سلمہ آپؒ کو اپنی پستان سے دودھ پلاتیں۔ اس وجہ سے تاریخ نگار کہتے ہیں کہ حضرت حسن بصریؒ کی فصاحت و بلاغت کا پیش خیمہ یہی سبب تھا۔[8] حضرت معاویہؓ کے دور خلافت میں آپؒ خراسان کے والی ربیع بن زیادؓ کے کاتب رہے۔ آپؒ نے ایک سو بیس صحابہ کرام کو دیکھا۔[9] حضرت حسن بصریؒ نے صحابہ کرامؓ اور کبار تابعین عظام کی تلمذ کا شرف حاصل کیا۔ آپؒ نے 110ھ میں بصرہ میں اسی سال کی عمر میں وفات پائی۔[10] حضرت حسن بصریؒ نے عبداللہ بن مسعودؓ کے تفسیری مدرسہ سے وابستہ رہ کر فنِ تفسیر میں کمال حاصل کیا۔ تفسیر حسن بصریؒ کے بارے میں حماد بن سلمہؒ نے حمید سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت حسن بصریؒ سے قرآن پڑھا اور وہ کتاب اللہ کی تفسیر اثباتی انداز میں فرماتے تھے۔[11] تفسیر القرآن کے سلسلے میں حسن بصریؒ نے تفسیر القرآن، نزول القرآن اور عدد فی القرآن کتب تحریر فرمائے ہیں۔ تفسیر قرآن کے سلسلے میں عمر بن عبید المعتزلی نے حسن بصریؒ کی تفسیر سے روایت کیا ہے۔ امام ثعلبیؒ نے "الکشف والبیان" میں اس تفسیر کی صراحت کی ہے۔ امام طبریؒ اور ابن کثیرؒ نے وہ روایات نقل کئے ہیں جو حسن بصریؒ کے تلامذہ سے سماعی طور پر منقول ہیں۔[12] یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے جو تفاسیر صحابہ کرامؓ یا تابعینؒ سے منسوب ہیں وہ مکمل قرآن کی تفاسیر نہیں ہے بلکہ وہ چند سورتوں یا اجزاء کی تفسیری روایات تھی۔ اس لحاظ سے حسن بصریؒ کی تفسیر کوئی مکمل کتاب شمار نہیں کیا جاتی کیونکہ عہد صحابہ کرامؓ و تابعینؒ میں کوئی بھی قرآن کریم کی مکمل تفسیر مدون نہیں کی گئ

تھی۔[13] ابن ندیم اپنی کتاب "الفہرست" میں رقم طراز ہیں، عمر بن بکیر نے فراء کو تحریر فرمایا کہ حسن بن سہل بسا اوقات مجھ سے کتاب اللہ کے بارے میں پوچھ گچھ کرتا ہے میں اس کے سوالات کا جواب نہیں دے سکتا لہٰذا آپ میرے لئے کچھ اصول تحریری صورت میں جمع کر دے تاکہ بوقت ضرورت میں اس کی مدد سے اس کے جوابات دے سکوں۔ اس کام کے لئے فراءؒ نے ایک دن مقرر فرمایا اور اپنے ساتھیوں کو ایک مسجد میں جمع کر دیا۔ اس مسجد میں اس شخص کو آذان اور امامت کا فریضہ سونپا گیا تھا۔ چنانچہ امام فراءؒ کے کہنے پر یہ شخص سورۃ الفاتحہ سے شروع ہوا اور فراءؒ اس کی تفسیر کرتا رہا اور پورا قرآن اس طریقے سے ختم کیا۔ ابن ندیمؒ نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ فن تفسیر میں سب سے پہلے لکھنے والے امام فراءؒ ہیں۔ ابو العباس نے بھی یہ کہا ہے کہ فراءؒ سے پہلے کسی نے اس کی تفسیر جیسی تفسیر نہیں لکھی اور نہ کوئی مفسر اس پر اضافہ کرے گا۔[14]

یہاں یہ امر خاطرِ نظر کرنا ضروری ہے کہ چونکہ حسن بصریؒ کا زمانہ امام فراءؒ سے پہلے کا ہے اور اس زمانے میں قرآن کی مکمل تفسیر نہیں لکھی گئی اگر موجود ہوتی تو ابو العباس اتنے وثوق سے یہ بات نہ کہتا۔ دوسری طرف حسن بصریؒ کی جملہ فنونِ قرآن میں مہارت کسی داد کا محتاج نہیں، جو کہ مؤرخین نے فنِ تفسیر کے سر خیل اور سردار کے القابات سے نوازا ہے۔ امام فراءؒ نے قرآن کریم کی تفسیر کو ایک مکمل کتابی شکل میں پیش کیا اس وجہ سے ابو العباس نے امام فراءؒ کی تفسیر کو دادِ تحسین سے نوازا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ فنِ تفسیر میں کامل ہے۔[15]

احمد اسماعیل البسیط اپنی کتاب "امام حسن بصری اور اس کی تفسیری خدمات" میں تفسیرِ حسن بصریؒ کی منہج اور اسلوب کے بارے میں رقم طراز ہیں کہ موصوف نے حسن بصریؒ کی تفسیر کا جائزہ لینے کے بعد محسوس کیا کہ حسن بصریؒ کی تفسیری روایات کا ایک حصہ کتب تفسیر میں نہیں ہے۔ البتہ جو روایات ہمیں کتب تفاسیر میں میسر آئے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حسن بصریؒ قافلہ مفسرین کے سر خیل تھے۔ موصوف کو جو روایات ملے اس کی ہر آیت کا دوسرے کتب تفاسیر سے موازنہ کر کے اس کی صحت معلوم کرتے۔ حسن بصریؒ کے تفسیری خصوصیات کو سراہتے ہوئے احسان عباس اپنی کتاب "الحسن البصری" میں لکھتے ہیں کہ تفسیر حسن البصریؒ اپنی تفسیر میں وعظ و ارشاد کی فضاء قائم کر کے واقعاتِ قرآنی کو مفصل ذکر کرتے ہیں۔ قرآن کریم کے آیات کے بارے میں آثار کے متعلق آپؒ کا ذوق سراہنے کا قابل ہے۔

تفسیر حسن بصری تفسیر مجاہد کی طرح مختصر تفسیر ہے۔ یہ تفسیر بارہ سورتوں پر مشتمل سورۃ فاتحہ تا سورۃ یوسف تک ہے۔ دو جلدوں میں دار الحدیث، جامعۃ الازہر مصر نے ڈاکٹر عبد الرّحیم کی تحقیق کے ساتھ شائع کیا ہے۔

3: تفسیر ابن جریج (م۔150ھ)

عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج المکی، پورا نام عبد الملک، ابو الولید اور ابو خالد کنیت تھی۔[16] آپؒ امیہ بن خالد بن اسید کے غلام تھے، مشہور ہے کہ ابن جریج ام حبیب جو کہ جبیر کی بیٹی اور عبد العزیز بن عبد اللہ بن خالد بن اسید بن ابی العیص بن

امیہ کا غلام تھا اس وجہ سے اس کی طرف منسوب ہوئے [17] ابن جریج اصل میں رومی النسل تھے۔ اپنے زمانے کے فقیہ اور اہل حجاز کے امام مانے جاتے تھے۔ [18] آپؒ 80ھ کو مکہ میں سیلاب کے سال پیدا ہوئے۔ [19] آپؒ نے ابتدائی زمانہ میں علوم دینیہ میں کوئی دلچسپی نہیں لی چونکہ اس زمانے میں مکہ مکرمہ میں شعر و شاعری، ادب اور حدیث و فقہ اپنے عروج پر تھی۔ جوانی کا وقت گزرتا گیا تو کسی نے دینی علوم حاصل کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب مکہ میں عبداللہ بن عباسؓ کے ممتاز شاگرد عطاء بن ابی رباح کا چشمہ فیض موجزن تھا۔ ابن جریج سماع حدیث کے لئے عطاء بن ابی رباحؒ کے پاس تشریف لائے۔ عبداللہ بن عبید بن عمرؒ بھی یہاں موجود تھے۔ انہوں نے ابن جریج کو پہلے حفظ قرآن اور اس کے بعد فرائض سیکھنے کو کہا۔ دونوں علوم حاصل کرنے کے بعد آپؒ کو عطاء بن ابی رباحؒ کے حلقہ درس میں شامل ہونے کی اجازت ملی اور بہ اختلاف روایات، دس، سترہ اور اٹھارہ برس عطاء بن ابی رباحؒ کے زیر سایہ علوم دینیہ حاصل کرنے کی سعادت حاصل کر چکے۔ [20] عطاء بن ابی رباحؒ سے حدیث اور فقہ کے علوم کی تکمیل پر آپؒ کی علم سے سیر نہیں ہوئے اور عطاء بن ابی رباحؒ کے بعد عمرو بن دینارؒ سے سات سال تک علم کی پیاس بجھاتے رہے۔ [21] آپؒ کے تاریخ وفات میں اختلاف پایا جاتا ہے، ابن خلکانؒ فرماتے ہیں کہ آپؒ (149ھ، 150ھ یا 151ھ میں فوت ہوئے۔ محمد بن عمرؒ کا قول ہے کہ ابن جریجؒ 76 سال کی عمر میں 150ھ میں فوت ہوئے۔ [22]

تفسیر ابن جریج تفسیر بالماثور کے طرز پر لکھی گئی ہے۔ تفسیر ابن جریج کی ایک امتیازی شان یہ ہے کہ آپؒ نے اپنی تفسیر میں متقدمین مفسرین کا وطیرہ اپنایا ہے۔ جنہوں نے تفسیر قرآن کے سلسلے میں اسباب نزول اور مبہمات القرآن کی شناخت قرآن کریم کی الفاظ سے کرائی۔ امام ابن جریج نے تفسیر قرآن کے ضمن میں اسباب نزول اور مبہمات کی فہم کے لئے تاریخی اخبار اور قصص، ناسخ اور منسوخ کے علوم، قراءات جس سے فقہی احکام مستنبط ہوتے ہیں، کی طرف رجوع کیا ہے۔

4: تفسیر مقاتل (م۔150ھ)

مقاتل بن سلیمان بن بشیر الازدی، خراسانی، بلخی، کنیت ابوالحسن اپنے زمانے کے ممتاز محدث اور مفسر گزرے ہیں۔ آپؒ بلخ میں پیدا ہوئے۔ مرو، بغداد اور بصرہ میں سکونت پذیر رہے اور بصرے میں 150ھ کو وفات پائی۔ آپؒ پر متروک الحدیث کا الزام بھی ہے۔ البتہ اہل علم حضرات نے آپؒ کے تفسیری اقوال کو سراہا ہے۔ [23] ابن ندیم نے الفہرست اور داؤدی نے طبقات المفسرین میں مقاتل بن سلیمانؒ کی تصانیف کا تذکرہ کیا ہے۔ جو تفسیر کبیر، ناسخ و منسوخ، نظائر القرآن، قراءات، تشابہ القرآن، نوادر التفسیر، وجوہ والنظائر، تفسیر خمسہ مائہ آیہ، اقسام واللغات، الرد علی القدریہ، تقدیم والتاخیر، اور آیات المتشابہات کے ناموں سے موسوم ہیں۔ [24]

5: تفسیر سفیان الثوریؒ (م۔161ھ)

ابو عبد اللہ سفیان بن سعید بن مسروق شہر کوفہ میں اموی حکمران سلیمان بن عبدالملک کی خلافت میں پیدا ہوئے۔ آپؒ کی تاریخ ولادت میں مؤرخین کے مابین اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ علی بن صالح کا قول ہے کہ میں 100ھ میں پیدا ہوئے اور سفیان مجھ سے 50 برس چھوٹے تھے۔ ابن جزریؒ نے بھی سن ولادت 97ھ نقل کیا ہے۔[25] ابن جزریؒ کا قول صحیح ہے۔[26] سفیان ثوریؒ تفسیر قرآن میں ایک مقام کے مالک تھے۔ ابن ابی حاتمؒ فرماتے ہیں کہ جب وہ کتاب اللہ کو اٹھاتے تو کوئی آیت نہیں چھوڑتے جب تک اس کی تفسیر نہ فرماتے۔[27] اور فرماتے کہ "مجھ سے مناسک اور قرآن کے بارے میں پوچھو کیونکہ میں اس کا ماہر ہوں"۔[28]

6: تفسیر الجامع القرآن لعبداللہ بن وھب (م۔197ھ)

عبداللہ بن وہب بن مسلم، قریشی، مالکی، مصری کنیت ابو محمد الفسری، اپنے زمانے کے امام تھے۔[29] امام ذہبیؒ نے آپؒ کو چھٹے طبقے میں شمار کیا ہے اور فرمایا ہے کہ ابن وہبؒ 125ھ میں مصر میں پیدا ہوئے۔ آپؒ امام مالک بن انسؒ کے ساتھ بیس سال رہے۔ آپؒ نے مؤطا کبیر اور مؤطا صغیر کتب تصانیف فرمائے۔ امام مالک بن انسؒ آپؒ کے بارے میں فرماتے کہ عبداللہ بن وہبؒ اپنے وقت کے امام ہیں۔ آپؒ کی وفات 197ھ مصر میں ہوئی۔[30]

7: تفسیر یحییٰ بن سلامؒ، یحییٰ بن سلام بن ابی ثعلبۃ البصری (م۔200ھ)

یحییٰ بن سلام بن ابی ثعلبہ، البصری، کنیت ابوزکریا ہے۔ آپؒ 124ھ کو پیدا ہوئے۔ آپ کچھ زمانہ افریقہ میں رہے۔ وہاں پر حدیث کا علم حاصل کیا۔ یحییٰ بن سلامؒ نے قرآن کی تفسیر لکھی جو کہ سورۃ النحل تا سورۃ الصافّات 21 سورتوں پر مشتمل مختصر تفسیر ہے۔ آپؒ نے فن تفسیر میں الجامع کے نام سے ایک کتاب تصنیف فرمائی۔ یحییٰ بن سلامؒ اپنے زمانے کے ایک ثقہ عالم تھے ۔ قرآن وسنت کے شغف کے ساتھ ساتھ عربی ادب ولغت میں بھی بے مثال تھے[31] آپؒ نے سعید بن ابی عروبہ، فطر بن خلیفہ، شعبہ، سفیان ثوری، المسعودی، مالک بن انس رحمہم اللہ سے روایت کیا ہے۔ اسی طرح فن قرآت میں حسن بصریؒ کے تلامذہ سے روایت کرکے اس کو تصنیفی شکل دیا ہے آپؒ سے ابن وہب، محمد بن یحییٰ، احمد بن موسیٰ، محمد بن عبدالحکیم سے روایت کیا ہے۔ یحییٰ بن سلامؒ نے حج سے واپسی پر مصر میں 200ھ میں وفات پائی [32]

8: تفسیر الشافعیؒ (م۔204ھ)

محمد بن ادریس الشافعی، آپ اصل میں مکی ہیں۔ مصر میں قیام پذیر رہے۔[33] آپؒ کے شجرہ نسب میں ایک شافع بن سائب بن عبید ہے اس وجہ سے آپ کو شافعی کہا جاتا ہے۔ جائے پیدائش میں مؤرخین کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ غزہ اور

بعض کے ہاں عسقلان یا یمن میں 150ھ کو پیدا ہوئے۔ دس سال کی عمر میں مؤطا یاد کیا اور پندرہ سال کی عمر میں فتویٰ دینے کے اہل بنے۔ آپؒ نے مشہور کتاب "کتاب الأم" تصنیف فرمائی۔[34]

9: تفسیر عبدالرزاق ابن ہمام (م۔211ھ)

عبدالرزاق بن ہمام بن نافع، کنیت ابو بکر 126ھ کو پیدا ہوئے۔ آپؒ نے بیس سال کی عمر میں علم حاصل کیا۔ شام میں اپنے شیوخ، امام اوزاعی، سعید بن جبیر، محمد بن راشد المکحولی، ثور بن یزید الکلاعی اور اسماعیل بن عیاش رحمہم اللہ سے روایت کیا آپ قبیلہ حمیر کے غلام تھے۔ عبدالرزاق بن ہمام الصنعانیؒ سے ابراہیم بن عباد الدبری، ابراہیم بن عبداللہ بن ہمام، ابراہیم بن محمد بن برۃ الصنعانی، ابراہیم بن محمد بن عبد اللہ بن سوید الشبامی، ابراہیم بن موسی الرازی نے روایت کی ہے عبدالرزاقؒ نے تفسیر قرآن کے علاوہ کتاب "سنن" مصنف عبدالرزاق تصنیف فرمائی۔[35] تفسیر عبدالرزاق ابن ہمامؒ کا ایک قلمی نسخہ جو 173 صفحات پر مشتمل مصر کے قلمی کتب خانے میں موجود ہے، جو محمد بن بکتمر بن عمر نے 724ھ میں لکھا ہے۔ جسے ڈاکٹر محمود محمد عبدہ نے تحقیقی مراحل سے گزار کر 1999ء میں پی ایچ۔ ڈی کے مقالے کے طور پر الازہر یونیورسٹی مصر کے کلیۃ الدعوۃ میں پیش کیا۔

10: تفسیر تستری (م۔283ھ)

سہل بن عبداللہ التستری، کنیت ابو عبداللہ اپنے زمانے کے نامور صوفی، مفسر اور زاہد گزرے ہیں۔ آپؒ "تستر" میں 202ھ یا 201ھ میں پیدا ہوئے اس نسبت سے آپؒ کو تستری کہا جاتا ہے[36] اپنے زمانے کے مشہور صوفی ذوالنون مصری سے شرف ملاقات حاصل ہوئی۔

11: تفسیر النسائی (م۔303ھ)

احمد بن شعیب ابن علی ابن سنان ابن بحر ابن دینار کنیت عبدالرحمن النسائی نامور حافظ حدیث اور کئی تصانیف کے مصنف رہے ہیں[37] 215ھ میں نساء شہر میں پیدا ہوئے[38]۔ آپؒ نے سنن نسائی کے علاوہ اور بھی کئی کتب تصیف فرمائے ہیں۔ آپؒ نے محدثین اہل خراسان، عراق، شام، مصر، جزیرہ اور حجاز سے سماعت کیا، آپؒ کے شیوخ میں شیوخ خراسان اور شیوخ حجاز و عراق جس میں قتیبہ بن سعید، اسحٰق بن راہویہ، ہشام بن عمار، عیسی بن حماد، عمرو بن زرارہ، حسین بن منصور السلمی، محمد بن نضر المروزی، سوید بن نصر، ابا کریب اور بھی بہت زیادہ لوگ شامل ہیں۔[39]

12: تفسیر طبری (م۔310ھ)

محمد بن جریر بن یزید الطبری اپنے زمانے کے مشاہیر، مفسرین، تاریخ نگار اور ائمہ علماء میں سے تھے۔ کنیت ابو جعفر،

224ھ کو طبرستان کے علاقے "آمل" میں پیدا ہوئے۔ آپؒ نے 30 جلدوں میں "جامع القرآن فی تفسیر القرآن" کے نام سے ایک قرآنی تفسیر لکھی جو تفسیر طبری سے مشہور ہوئی۔ یہ تفسیر بالماثور کے نہج پر لکھی گئی تفسیر ہے۔ امام نوؤی تفسیر طبری کو سراہتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس جیسا ضخیم تفسیر کسی اور نے نہیں لکھا۔

حواشی وحوالہ جات

1 المراغی، أحمد بن مصطفی(م 1371ھ) تفسیر المراغی، مکتبہ ومطبعۃ مصطفی البابی الحلبی، 1365ھ، 7/1۔

Al-Marāghi, Ahmad bin Mustafā,Tafsīr Al-Marāghī, Maktaba Mustafa Al-Bābi Al-Ḥalabi, Egypt, 1365H, 1/7.

2 الخزرجی، أحمد بن عبد الله صفی الدین(م 923ھ)، خلاصۃ تذھیب تھذیب الکمال فی أسماء الرجال، دار البشائر حلب 1416ھ، 369/1۔

Al-Khazrajī, Ahmad bin Abdullah bin Abi Al-Kher, Kulāsa Taḍhīb ul kamāl fi ’Asmā’ ul Rejāl, Dār ul Bashā’ir Ḥalab, Beirut, 1416h, 1/369.

3 البغدادی، ابن سعد، الطبقات الکبری، 19/6۔

Al-Bughdādī, Ibne Sāʿd, Al-Tabqāt ul Kubra, 6/19.

4 ایضاً۔

Ibid.

5 العسقلانی، تھذیب التھذیب، 42/10۔

Al ʿAsqalānī, Tahzīb ul Tahzīb, 10/42.

6 النووی، الأسماء واللغات، مکتبہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، 83/2۔

Al-Nawavī, Al-Asma’ wal Loghāt, Maktaba Dār ul kutub Al-ʿElmia, Labnan, 2/83.

7 حاجی، خلیفہ، کشف الظنون عن أسامی الکتب والفنون، 458/1۔

Ḥājī khalīfa, Kashf ul Zunūn ʿan ’Asāmi’ al kutub wal fanūn, 1/458.

8 الدینوري، ابن قتیبۃ، المعارف، 440/1۔

Al-Denorī, Ibn Qutaiba, Al-Mʿārif, 1/440.

9 الاصبھانی، إسماعیل بن محمد، سیر السلف الصالحین مکتبہ دار الرایۃ للنشر والتوزیع، الریاض، 727/1۔

Al-’Asbahānī, Ismāʿil bin Muhammad, Siyar al Salaf al Saliḥīn, Dār Al-Rāya lil nashr wa Tawzīʿ, Al-Riyadh, 1/727.

10 الشیرازی، أبو اسحاق إبراھیم، طبقات الفقھاء، مکتبہ دار الرائد العربی، بیروت لبنان 1970ھ، 87/1۔

Al-Sherāzī, Abu Isḥaq Ibrahim bin Ali, Tabqāt al Fuqahā’, Maktaba, Dār Al-Rā’id Al-ʿArabi, Beirut Lebnan, 1/87.

11 العسقلانی، ابن حجر، تھذیب التھذیب، 270/2۔

Al-ʿAsqalāni, Ibn Ḥajar, Tahzīb al Tahzīb, 2/270.

12 سزکین، دکتور فؤاد، تاریخ التراث العربی، مکتبہ جامعۃ الإمام محمد بن سعود الإسلامیۃ، 1411ھ، 72/1۔

Sazkīn, Dr. Fawād, Tārīkh Al-Turās Al-ʿArabi, Maktaba Jāmʿa al Imām Muhammad bin Saʿūd Al-Islamia,1411 h, 1/72.

13 البسیط، أحمد اسماعیل، امام حسن بصری اور ان کی تفسیری خدمات، ص169۔

Al-Baseet, Ahmad Ismāʿil, Imām Ḥasan Basrī aur un ki Tafsīri kidmāt, p169.

14 الندیم، أبوالفرج محمد بن إسحاق الشیعي، الفہرست، مکتبہ دار المعرفہ بیروت، لبنان 1417ھ، 91/1۔

Al-Nadeem, Abu Al-Farj Mohammad bin Isḥaq Al-Fihrist, Maktaba Dār ul Maʿrifa Beirut, Lebnan, 1417 h, 1/91.

15 البسیط، أحمد اسماعیل، امام حسن بصری اور ان کی تفسیری خدمات، ص170۔

Al-Baseet, Ahmad Ismāʿil, Imām Ḥasan Basrī aur un ki Tafsīri kidmāt, p170.

16 البغدادی، الخطیب، تاریخ بغداد، 400/10۔

Al-Bughdādī, Al-Khatīb, Tārīkh Bughdād, 10/400

17 البرمکي، ابن خلکان، وفیات الأعیان، بیروت، 163/3۔

Al-Barmakī, Ibn Khalkān, wafyāt ul Aʿyyān, Beirut, 3/163.

18 الذھبی، شمس الدین أبو عبداللہ قائماز، تاریخ الإسلام وَوَفیات المشاھیر وَالأعلام، 919/3۔

Al-Zahabī, Shams Ddīn Abu Abdullah, Tarīkh Islam wa wafyāt ul Mashāʿ wal aʿlām, 3/919.

19 البغدادی، ابن سعد، الطبقات الکبری، 37/6۔

Al-Bughdādī, Ibne Sāʿd, Al-Tabqāt ul Kubra, 6/37.

20 البغدادی، الخطیب، تاریخ بغداد، 401/10۔

Al-Bughdādī, Al-Khatīb, Tārīkh Bughdād, 10/401.

21 ایضاً: ص402/10

Abid, 10/402.

22 البغدادی، ابن سعد، الطبقات الکبری، 37/6۔

Al-Bughdādī, Ibne Sāʿd, Al-Tabqāt ul Kubra, 6/37.

23 الذھبی، تاریخ الإسلام وَوَفیات المشاھیر وَالأعلام، 432/4۔

Al-Zahabī, Shams Ddīn Abu Abdullah, Tarīkh Islam wa wafyāt ul Mashāʿ wal aʿlām, 4/432.

24 ابن ندیم، أبوالفرج، الفہرست، ص222/1۔

Al-Nadeem, Abu Al-Farj Mohammad bin Isḥaq Al-Fihrist, 1/222.

25 الجزری، شمس الدین، غایۃ النھایۃ فی طبقات القراء، 308/1۔

Al-Jazarī, Shamas Uddīn Abu ul Khair, Ghāyat ul Nihāya fe Tabqāt ul Qurrāʾ, 1/308.

26 الثوری، سفیان بن سعید بن مسروق (م161ھ) تفسیر سفیان الثوری، 10/1۔

Al-Sūrī, Sufyān bin Saʿeed bin Masrūq, Tafsīr Sufyān Al-Sūrī, 1/10.

27 الرازی، ابن حاتم، الجرح والتعدیل، 116/1۔

Al-Rāzī, Ibn Ḥatam, Al-Jaraḥ wa Taʿadeel, 1/11.

28 ایضاً: ص117/1

Abid, 1/117.

29 البرمکي، ابن خلکان، وفیات الأعیان، 36/3۔

Al-Barmakī, Ibn Khalkān, wafyāt ul Aʿyyān, 3/36.

30 الذھبی، تذکرۃ الحفاظ، 222/1۔

Al-Zahabī, Tazkirah tul Ḥuffāz, 1/222.

31 الذھبی، تاریخ الإسلام ووَفیات المشاھیر وَالأعلام، 222/5۔

Al-Zahabī, Shams Ddīn Abu Abdullah, Tarīkh Islam wa wafyāt ul Mashāʿ wal aʿlām, 4/432.

32 ایضاً۔

Ibid.

33 الرازی، ابن ابی حاتم، الجرح وتعدیل، 201/7۔

Al-Rāzī, Ibn Ḥatam, Al-Jaraḥ wa Taʿadeel, 7/201.

34 الدمشقی، أبو الفداء، ابن کثیر، البدایہ والنھایہ، 274/10۔

Al-Damishkī, Al-Bedāya wa Nihāya, 10/274.

35 الذھبی، تاریخ الإسلام ووَفیات المشاھیر وَالأعلام، 374/5۔

Al-Zahabī, Shams Ddīn Abu Abdullah, Tarīkh Islam wa wafyāt ul Mashāʿ wal aʿlām, 4/374.

36 المزی، تھذیب الکمال في أسماء الرجال، 366/11۔

Al-Mizzī,Tahzīb ul kamāl fī Asmaʾu rrejāl, 1/388.

37 العسقلانی، ابن حجر، تقریب التھذیب، 809/1۔

Al-Asqalānī, Ibn Ḥajar, Tahzīb ul Tahzīb, 2/270.

38 الذھبی، تاریخ الإسلام ووَفیات المشاھیر وَالأعلام، 59/7۔

Al-Zahabī, Shams Ddīn Abu Abdullah, Tarīkh Islam wa wafyāt ul Mashāʿ wal aʿlām, 7/59.

39 ایضاً۔

Ibid.